36. Wales, Katie, A dictionary of stylistics, P: 251

37. https//:en.wikipedia.org/wiki/cataphora

38. Wales, Katie, A dictionary of stylistics, P: 129

39. Leech, Geoffrey, Semantics, Middle Sex,England: Penguin Books, 1985, P: 278

40. Leech, Geoffrey, Semantics. P: 279

مزدور طبقہ اور پاکستانی اُردو ناول

ڈاکٹر قیصر آفتاب احمد

Dr. Qaisar Aftab Ahmad

Department of Urdu,
Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Islamabad.

ڈاکٹر مشتاق عادل

Dr. Mushtaq Adil

Assistant Professor, Department of Urdu,
University of Sialkot, Sialkot.

Abstract:

In Pakistan, the financial position of people is very bad especially Labuorers are living hand to mouth, but in Pakistani Urdu novels this issue has not been highlightd to reflect the real face of society towards this issue. Very few writers present the issues of labors in urdu novel. In this article discussed those novels which present the problems and difficulties of labuor.

پاکستان میں مزدوروں کے حالات اطمینان بخش نہیں ہیں۔ قیام پاکستان سے لے کر اب تک ہر حکمران نے غریبوں اور مزدوروں کو مراعات دینے، سہولیات فراہم کرنے اور دن بدلنے کے وعدے کیے مگر بدقسمتی سے وُہ وعدے وفا نہ ہو سکے سوائے ذوالفقار علی بھٹو کے پہلے دورِ حکومت کے جس میں مزدور کے حالات بہتر بنانے کے لیے نہ صرف قانون سازی ہوئی بلکہ کچھ عمل درآمد بھی نظر آیا مگر اس کے بعد کچھ نہ ہو سکا۔ ہمارے ملک میں مزدوروں کے حوالے سے جو کچھ آئین اور قانون میں ہے اُس پر عمل درآمد ہو جائے تو مزدور کے حالات بہتر کرنے کے لیے وہی کچھ کافی ہے، کسی نئے قانون یا پیکیج کی ضرورت نہ ہوگی مگر بدقسمتی سے ہمارے حکمران مزدوروں کی فلاح کے دعوے کرتے ہیں۔ اخبارات اور مختلف ٹی وی چینلز پر تشہیر کے لیے کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں مگر عملی طور پر مزدور کو فائدہ پہنچانے کے لیے کچھ نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان کا

مزدور طبقہ بدحالی کا شکار ہے اور کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔

پاکستانی اردو ناول کا بغور جائزہ لیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ہمارے ناول نگاروں کو یا تو اس ملک میں مزدوروں کے ساتھ ہونے والے ظلم، پیش آنے والی مشکلات، غربت کے ہاتھوں ہونے والی خودکشیاں، ملوں کی بھٹیوں اور اینٹوں کے بھٹوں میں جلا کر مارے جانے والے مزدوروں کے واقعات سے آگاہی نہیں یا پھر ان تمام مشکلات و مسائل کو اس قابل نہیں سمجھا جاتا کہ انھیں ناول کا موضوع بنایا جائے، اس لیے پاکستانی اردو ناول میں مزدوروں کے حوالے سے بہت کم لکھا گیا ہے۔ ایسے حالات میں جب ہمارے ناول نگار کوٹھی، بنگلہ اور کار کے حصار کو توڑ کر باہر نہیں نکل سکے۔ وُہ لوگ قابل ستائش ہیں جنھوں نے مزدوروں کے مسائل و مشکلات کو ناول کا موضوع بنایا۔

مزدورں کے مسائل کے حوالے سے پاکستانی اردو ناول کا جائزہ لیں تو سب سے پہلے عبداللہ حسین کا ناول اداس نسلیں سامنے آتا ہے۔ اس ناول میں ہندوستان کے زراعت پیشہ لوگوں کے مسائل، جنگ عظیم میں ہندوستان کے لوگوں کو جنگ کا ایندھن بنانے کے واقعات اور ایک جاگیردارا خاندان کو مرکز و محور بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں انگریز دور حکومت اور سیاسی حالات، کانگریس کی جدوجہد اور مسلم لیگ کی کوششوں کو بھی اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر ناول کے آخری حصے میں ناول کے ہیرو نعیم کے بھائی علی کا کردار سامنے آتا ہے جو قیام پاکستان سے قبل کلکتے میں مزدوری کرتا ہے اور پھر لاہور آکر ایک فیکٹری میں بھی ملازمت کرتا ہے۔ ناول نگار نے فیکٹری میں ہونے والی ہڑتال، مزدوروں کے حقوق کی پامالی، کارخانہ دار کی سازشیں اور مزدوروں کی مجبوری اور حالات کو بڑے دلچسپ طریقے سے بیان کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ یہاں پر مزدور کا حق مانگنا جرم ہے اور حق مانگنے والوں کو دوسروں کے لیے نشان عبرت بنانے کی مثالیں عام ہیں:

> ''رات ہونے تک کئی بار اس نے گھر جانے کی اجازت چاہی لیکن اسے بتایا گیا کہ جو لوگ اندر آ چکے تھے اب ہڑتال ختم ہونے تک باہر نہیں جا سکتے تھے اور ان کے کھانے پینے اور سونے جاگنے کا بندوبست اندر ہی کر دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اس کو یقین دلایا گیا کہ وہ، جو ہڑتال میں شامل نہیں تھے، مالکان کی نظر میں اونچی حیثیت رکھتے تھے چنانچہ ان کے گھر والوں کی دیکھ بھال کا ذمہ مالکان کے سر تھا اور اس کا خاطر خواہ انتظام کر دیا گیا تھا۔ لیکن عائشہ بیمار تھی اور وہ اس کے پاس جانا چاہتا تھا کیونکہ دو روز پہلے وہ ڈاکٹر سے اس کی دوائی لے کر آیا تھا جو وہ خود بخود کبھی نہ پیتی تھی اور علاوہ اور سب باتوں کے اسے اپنی بیوی سے محبت تھی۔ دو ایک بار اس نے آپ سے آپ باہر جانے کی کوشش کی لیکن گیٹ بند تھا اور اس پر پولیس کے سپاہی تعینات کیے گئے تھے جنھوں نے اسے واپس بھیج دیا۔'' (۱)

شوکت صدیقی وُہ ناول نگار ہیں جنھوں نے اپنے ناولوں میں پس ماندہ طبقوں کو موضوع بنا کر اُن کے مسائل و مشکلات کو خوب اجاگر کیا ہے۔ شوکت صدیقی کا ضخیم ناول جانگلوس جو تین جلدوں پر مشتمل ہے اس کی تیسری جلد میں بھٹہ مزدوروں کے مسائل کو اجاگر کیا گیا ہے۔ لالی جیل سے رہائی کے بعد شاداں کے ہمراہ ایک بھٹے پر پتھیرے کی حیثیت سے کام شروع کرتا ہے تو اُسے بھٹہ مزدووں کے حالات سے آگاہی ہوتی ہے۔ ناول نگار نے لالی کو پتھیرے کے کردار میں پیش کر کے پیشگی کے نظام اور مشکلات کے ساتھ ساتھ غریب بھٹہ مزدوروں کی بیٹیوں کی بھٹہ مالکان اور ان کے کارندوں کے ہاتھوں عزت

کی پامالی، مزدوروں کی جانوروں کی طرح خرید وفروخت اور ظلم وستم کو بہت خوب صورت، دلچسپ اور جاندار طریقے سے پیش کیا ہے کہ قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا:

''یہ اسلم کی مرضی پر تھا کہ کسی پتھیرے کو کب تک بھٹے پر رکھا جائے اور کب علیحدہ کر دیا جائے۔ مگر وہ کسی بھی صورت میں ان کو آزاد نہ کرتا تھا۔ کاروبار میں مندی ہوتی تو وہ ان کو دوسرے بھٹوں کے مالکان کے ہاتھ فروخت کر دیتا تھا۔ اس سلسلے میں باقاعدہ مول تول ہوتا۔ موسمی حالات اور رسد وطلب کی روشنی میں بھاؤ طے کیا جاتا اور جب سودا پٹ جاتا تو مویشیوں کے ریوڑ کے طرح ان کو خریدار کے حوالے کر دیا جاتا۔۔۔۔ ہر بھٹے کا مالک پتھیروں کا اسی طرح لین دین کرتا تھا، حالانکہ بھٹوں کے مالکان میں سخت کاروباری رقابت تھی اور کبھی کبھی تو یہ رقابت اتنی شدید ہو جاتی کہ مسلح تصادم بھی ہوتے۔ مقدمے بازی ہوتی اور برسوں چلتی مگر پتھیروں کے معاملے میں وہ ایک دوسرے سے ہر طرح کا تعاون کرتے۔ کوئی پتھیر افرار ہو کر کسی دوسرے بھٹے پر پہنچ جاتا تو اسے گرفتار کر کے فوراً اس کے مالک کے پاس پہنچا دیا جاتا۔ بھٹوں کے مالک ضرورت کے مطابق پتھیرے خریدتے بھی تھے اور فروخت بھی کرتے تھے۔''(۲)

عبداللہ حسین کا ناول ''نادار لوگ'' حقیقت میں انھیں نادار لوگوں کی کہانی ہے جنہیں ہم مزدور کہتے ہیں۔ ناول نگار نے بہت خوب صورت انداز میں بتایا ہے کہ بھٹہ مزدوروں کے ساتھ کس کس طرح کے ظلم ہوتے ہیں اور اگر کوئی مزدور بچے کو تعلیم دلوانا چاہے تو اُس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ دوسری جانب نام نہاد ہمدرد اور خود ساختہ راہنما کس طرح ان کے سودے کرتے ہیں۔ مزدوروں کی یونین کیسے بنتی ہے اور ملک جہانگیر جیسے لوگ کس طرح اس یونین میں اپنے آدمی شامل کروا لیتے ہیں۔

''یونین مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کے واسطے ہوتی ہے۔ مالکان زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کی خاطر مزدوروں کو تنخواہ کم دیتے ہیں۔ مزدور اکٹھ کر کے کام بند کر دینے کی دھمکی دیتے ہیں۔ مالکوں نے اس کا توڑ کرنے کے لیے یہ طریقہ نکالا ہے۔ اپنے اعتمادی لوگوں کو عہدے دار منتخب کرا کے اپنے مطلب کی یونین بنا لیتے ہیں اور اسے حکومتی دفتروں میں درج کرا دیتے ہیں۔'۔۔۔۔'تو اس میں خرابی کیا ہے؟' بی بی نے پوچھا۔ 'سارے کام اعتمادی لوگوں کے ہاتھ سے ہی ہوتے ہیں۔'۔۔۔۔ لالے نے اپنے ماتھے پہ ہاتھ مارا۔ 'خدا کی بندی، خرابی یہ ہے کہ اصلی مزدوروں کے ہاتھ سے اُن کا اختیار چھین کر اپنے پٹھوؤں کو اُن کے مقابلے پر کھڑا کر دیتے ہیں۔ پھر اُن سے اپنی من مانی کراتے ہیں۔''(۳)

ناول میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لوگوں کے ساتھ کیا کچھ ہوتا ہے۔ ناول نگار نے کارخانہ داروں کا بھی پول کھولا ہے کہ کس طرح حاجی، نمازی اور غریبوں کے ہمدرد بن کر عوام کی زندگیوں سے کھیلتے ہیں اور دولت سمیٹتے ہیں۔ ناول میں اس حقیقت کو بھی واضح کیا گیا ہے کہ جب غریب اور مزدور کی قسمت کا فیصلہ ہونا ہو تو جج بہرے ہو جاتے ہیں اور وکیل گونگے اور پھر انصاف بک جاتا ہے۔ ناول میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سیاسی جماعتیں کس طرح نعرے لگا کر ان مزدوروں کو استعمال کرتی ہیں اور جب

اقتدار مل جاتا ہے تو سب کچھ بھول جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ یونینوں کے کردار اور مشکلات کو بھی سامنے لاتا ہے۔ ناول میں سرمایہ دارانہ سوچ کی عکاسی بھی نظر آتی ہے اور مفاد پرست سیاست دانوں کا بھی پردہ چاک کیا گیا ہے۔ مزدوروں کے مسائل کے حوالہ سے ''نادار لوگ'' پاکستانی اردو ناولوں میں خاص مقام کا حامل ہے۔

شیراز زیدی کا ناول ''جہنمی لوگ'' اُن مزدوروں کی داستان ہے جو راجگیروں کے ساتھ مزدوری کرتے ہیں اور ٹھیکیداروں کے رحم و کرم پر ان کی مزدوری کا انحصار ہوتا ہے۔ ناول نگار نے واضح کیا ہے کہ کس طرح ٹھیکیدار مزدوروں کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انھیں گالیاں دیتے ہیں۔ مزدوری کرنے والی عورتوں کی عزت سے کھیلتے ہیں۔ بے چارے مزدور اس لیے یہ سب کچھ سہنے پر مجبور ہوتے ہیں کیوں کہ وُہ جانتے ہیں کہ اگر ٹھیکیدار نے جواب دے دیا اور ان کی دیہاڑی نہ لگی تو بچوں کو فاقہ کرنا پڑے گا۔ ناول نگار نے اس طبقے کے سب سے بڑے مسئلے کو اجاگر کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ اگر کسی خاندان کا کمانے والا مزدوری کے دوران کسی حادثہ کا شکار ہو جائے تو کوئی مالی امداد فراہم کرنے کا طریقہ کار وضع نہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسے خاندان جن کا کفیل نہ رہے ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ اس کے بیوی بچے بہت ساری مشکلات اور مجبوریوں میں گھر جاتے ہیں جیسا کہ مرنے کے بعد اس ناول کے مطابق نواز کی بیوی اور بچوں نے مشکل ترین حالات میں گزارہ کیا۔ ناول نگار نے بہت خوب صورت انداز اور دلچسپ پیرایہ میں راج گیروں کے ساتھ کام کرنے والے مزدوروں کے حالات اور مشکلات کو احاطہ کرتے ہوئے موضوع کے لحاظ سے منفرد ناول لکھ کر ناول نگاروں کی فہرست میں اپنی جگہ بنائی ہے:

> ''اللہ تیری شان! ساری ساری ڈہاڑی کے ساٹھ روپے اور دو گھڑی کام چھوڑ دینے پر پندرہ روپے کی کٹوتی۔''۔۔۔''ارے یہ ٹھیکیدار تو پھر کچھ ٹھیک معلوم پڑتا ہے، میں جس کے ساتھ پہلے کام کرتا رہا ہوں وہ تو پورا جانور تھا، ایمان سے گرمی کی شدت میں جلتے مرتے ہم پانچ پانچ گھنٹے پیڈ پر کھڑے پیاسے کام کرتے تھے، زبانیں ہماری باہر نکل آتیں، ہونٹ سوکھ جاتے، کئی بار تو ہم میں سے کوئی بے ہوش ہو کے گر پڑتا مگر وہ ظالم کہتا کہ سالے مکر کرتے ہیں۔۔۔ اور یہ تم مجھے اتنے حیران ہو کے کیوں دیکھ رہے ہو؟ بالکل سچ ہے یہ بات۔۔۔ہاں۔۔۔'' رشید کے چہرے پر بات کرتے ہوئے کرب کے آثار پیدا ہو گئے تھے۔ چند لمحے سکوت کے بعد وہ دوبارہ گویا ہوا۔۔۔'' خدا غارت کرے کم بخت، مزدوروں کو انسان تو سمجھتے ہی نہیں، کہتے ہیں ان سے گدھوں کی طرح جتنا کام لو گے اتنے ہی ٹھیک رہیں ؓش گے۔''(۴)

مستنصر حسین تارڑ کے ناول ''دیس ہوئے پردیس'' میں سادہ لوح دیہاتیوں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ جب یہ لوگ گھر سے باہر نکلتے ہیں تو کس طرح لوگ ان کی سادگی کو دیکھ کر لوٹتے ہیں ؤہ اپنے ملک کے پولیس والے ہوں یا انگلینڈ جیسے ترقی یافتہ ملک کے چھوٹے رچرڈ جیسے لوگ۔

> ''اور کیا وہ تمہارے باپ کی سواری تھی جس پر بیٹھے تھے اور ڈرائیور کار چلاتا ہوا صاحب جی کو یہاں لایا تھا؟ وہ ایک سو دس پونڈ چھوٹے رچرڈ نے ادا کیا۔۔۔ اور اس کی رسید میرے پاس ہے تمہیں بتایا تھا کہ آدمی نیک اور پرہیز گار ہے۔ ورنہ پلے سے اتنی بڑی رقم کون ادا

کرتا ہے۔۔۔۔پھر ایک ہفتے کے لیے کھانے کا خرچ دو پونڈ اور رہنے کا خرچ ایک پونڈ۔''
۔۔۔۔''ہاں کھانے اور رہنے کا خرچہ تو میں نے دینا ہے۔'' برکت علی نے تنخواہ کا پیکٹ
نکال کر چھوٹے رچرڈ کے سامنے رکھ دیا۔۔۔۔'' تو اس میں سے تین پاؤنڈ رہائش اور
کھانے کے۔۔۔۔اور باقی ڈھائی پاؤنڈ کٹ گیا تمہارے کرائے کی قسط میں اور کل
ادائیگی اس حساب سے ہو جائے گی تقریباً دس گیارہ مہینوں میں۔انشااللہ۔''(۵)

پاکستان میں مزدور طبقہ آبادی کے لحاظ سے ایک بڑا طبقہ ہے مگر بدقسمتی سے بے پناہ مشکلات و مصائب میں گھرے اس طبقہ کو جہاں حکومتی سطح پر نظر انداز کیا جاتا رہا وہاں ادیبوں اور دانشوروں کو بھی اس طرف دھیان دینے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی مگر بعض ناول نگاروں نے ہمت کر کے اس طبقہ کے مسائل کو اجاگر کرنے کی کوشش کی جو قابل ستائش ہے۔

حوالہ جات

۱۔ عبداللہ حسین، اداس نسلیں، لاہور: قوسین، طبع چہارم، ۱۹۸۷ئ ص:۵۱۰
۲۔ شوکت صدیقی، جانگلوس، جلد دوم، کراچی: رکتاب پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ئ ص:۴۵۹
۳۔ عبداللہ حسین، نادار لوگ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، بار چہارم، ۲۰۰۲ئ ص:۳۵۸
۴۔ شیراز زیدی، جہنمی لوگ، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۰۲ء، ص:۱۶
۵۔ مستنصر حسین تارڑ، دیس ہوئے پردیس، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ئ ص:۱۶۰

☆......☆......☆